

بلوچستان کی مشہور علمی شخصیت — ملا عبدالسلام اشینزی (اچکزئی)

محمد عبدالعلی اچکزئی *

عبدالرحمن کاکڑ **

Mullah Abdul Salam Ashezai is one of the eminent personalities of Balochistan. During the British rule over the subcontinent, he strongly opposed the civilization and culture of the West, propagated through the missionaries. Ignorance was at full swing in the area. Hence Muslims particularly Pashtoons of the region were unaware of the intrigues of the Britishers. As a religious scholar, strongly condemned their policies through his poetry. Being a poet of Pashto language, he rigorously criticized the un-Islamic rituals that had caught roots in the society. He continued his struggle against the then government and evil practices of his time.

He was a distinguished scholar and had written books of assorted themes which also include a religious book "Talab-e-Mazhab". This book critically analyzes the life and evil customs of the Pashtoon society.

"Susan-e-Chaman" is another book of Mullah Abdul Salam discussing the national poetry. He adores his nation and homeland. Susan-e-Chaman is such a book which persuaded Pashtoons, to enrich their lives with national enthusiasm. That is why he was the only scholar and poet of Balochistan, whose books were confiscated and set on fire by the British government. He had also written "Zardana Dur". He died in 1974.

* ڈاکٹر، ایسوسی ایٹ پروفیسر و صدر شعبہ علوم اسلامیہ، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ۔

** لیچرار شعبہ پشتو، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ۔

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اس دنیا میں مبعوث فرمائے ہیں۔ ان جنہوں نے اپنے اپنے ادوار میں تعلیمات الہی سے انسانیت کو روشناس کرایا ہے۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبعوث ہونے پر ختم ہوا۔ خاتم الانبیاء کے وصال کے بعد اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کا فریضہ علماء کرام اور صلحاء امت نے سنبھال لیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام بھیجے، اسی طرح اس نے ہر زمانے میں انسانوں کی ہدایت کے لئے علماء، اولیاء اور مجتہدین امت بھی پیدا فرمائے ہیں۔ ان علماء کرام اور اولیاء اللہ نے انبیاء کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بغیر کسی طمع و دلائی اور غرض کے انسانوں کی خدمت کی ہے۔ قیامت تک ایسے مخلص رہنما پیدا ہوتے رہیں گے، جو واقعی امت کی امامت کے حق دار ہیں اور انسانوں کو بھی ایسے ہی مخلص رہنماؤں اور امت کے غم خواروں کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْئَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُهْتَدُونَ ۲۵

”چلو راہ پر ایسے مخلص کی جو تم سے بدلہ نہیں چاہتے اور وہ ٹھیک رستہ پر ہیں“

امت کے ان غم خواروں میں سے ایک کا نام بلوچستان کی ایک مشہور شخصیت ملا عبدالسلام اشیرنی (انگریزی) بھی شامل ہے۔ آپ نے اس وقت امت کی رہنمائی کا حق ادا کر دیا جب برصغیر پاک و ہند پر انگریز قابض ہو گئے تھے اور مسلمانوں اور خاص کر بلوچستان کے سرحدی اور قبائلی علاقوں میں جہالت کے سبب مختلف بدعات اور بے راہ روی نے جگہ پالی تھی۔ آپ نے مسلمانوں کو انگریز کی سازشوں سے باخبر رکھنے اور مسلمانوں میں مروجہ بدعات اور جہالت کی تاریکیوں کے برخلاف حقیقی اسلامی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے ایک بار عظیم اپنے کندھوں پر اٹھایا اور اس فریضے کو احسن طریقے سے ادا کیا، جس کی یاد ہمیشہ علاقے کے لوگوں کے دلوں میں زندہ رہے گی۔ اب ذیل میں مولانا مرحوم کے حالات زندگی، ان کی ادبی و علمی خدمات اور تصانیف کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

شجرہ نسب

آپ کا شجرہ نسب ملا عبدالسلام بن ملا حبش بن ملا عبدالصمد بن ملا برات بن جمال بن گلگی بن پیرعلی بن خودک بن پاپیک بن سعدی بن سول بن اچک سے جا ملتا ہے۔ آپ مشہور قبیلہ اچکزئی کی ایک شاخ اشیرزی سے تعلق رکھتے تھے۔ یاد رہے کہ اچکزئی افغانوں کے مشہور قبیلہ دُرّانی کی ایک شاخ ہے اور اس دُرّانی خاندان نے سینکڑوں سال تک افغانستان پر حکومت کی ہے، جس میں احمد شاہ ابدالی، نادر شاہ اور ظاہر شاہ وغیرہ شامل ہیں۔

تاریخ پیدائش

ملا عبدالسلام مرحوم نے اپنی تاریخ پیدائش خود ایک پشتو شعر میں بیان کی ہے، وہ لکھتے ہیں :

پرز درى سوہ هجوى سنه پيدا ايم اوس اته اوياله ورسيدم دايم^۳
 ”میں ۱۳۰۰ھ میں پیدا ہوا اور اس وقت میری عمر ۷۸ سال ہے“

اگرچہ اس شعر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۱ء ہے، لیکن آپ کے بیٹے شمس الطالع (جو اب بھی بقیہ حیات ہے) کے مطابق ”آپ ۱۳۰۰ھ سے کئی سال پہلے پیدا ہوئے تھے، کیونکہ والد صاحب مجھ سے یہ کہتے تھے کہ میں نے جو تاریخ پیدائش اپنے شعر میں بیان کی ہے، وہ قیاس پر مبنی ہے، کیونکہ پہلے زمانے میں تاریخ پیدائش نہیں لکھی جاتی تھی اور بعد میں بزرگوں کے حساب لگانے پر معلوم ہوا کہ میری سن پیدائش تقریباً ۱۲۹۰ھ ہے۔“

مقام پیدائش

کوئٹہ سے شمال مغرب افغانستان کی طرف جاتے ہوئے ۸۰ کلومیٹر دور شاہراہ کوئٹہ چمن پر ایک چھوٹا سا شہر قلعہ عبداللہ آباد ہے۔ یہ شہر پہلے ضلع پشین کا ایک حصہ تھا، لیکن ۱۹۹۳ء میں قلعہ عبداللہ، گلستان اور چمن کو ملا کر ایک نئے ضلع کا درجہ دیا گیا ہے، جس کا نام ضلع قلعہ عبداللہ ہے۔ قلعہ عبداللہ شہر سے چمن کی طرف جاتے ہوئے ۱۵ کلومیٹر کے فاصلے پر، مشہور پہاڑی سلسلہ کوہ کوژک کے دامن میں شیلا باغ کے نام سے ایک چھوٹی سی چھاؤنی قائم ہے۔ شیلا باغ ایک مشہور مقام ہے، یہاں پر فرنیچر کی ایک چیک پوسٹ بھی موجود ہے۔ یہاں سے چمن جاتے ہوئے ایک دشوار گزار راستہ شروع ہوتا ہے، جو کوہ کوژک کے اوپر سے گزرتا ہے۔ یہ راستہ ۱۵ کلومیٹر پر مشتمل ہے اور انگریزوں نے

اپنے دور حکومت میں اسے کوہ کوٹک کی پہاڑی چوٹیوں کو کاٹ کر بنا یا تھا۔ یہ ایک اہم تجارتی اور فوجی راستہ ہے جو پاکستان کو افغانستان سے ملاتا ہے۔ شیلہ باغ پر ایک ریلوے سٹیشن بھی موجود ہے۔ اس ریلوے سٹیشن سے چمن جاتے ہوئے پاکستان کی مشہور اور سب سے بڑی سُرنگ شروع ہوتی ہے، جسے کھوجا سرنگ (جو پانچ روپے کے نوٹ پر بھی تھی) کہتے ہیں، جس میں ریلوے کی دو ڈبل لائنیں گزرتی ہیں۔ یہ سرنگ پانچ کلو میٹر طویل ہے اور ۱۸۸۲ء میں اسے انگریزوں نے تعمیر کیا تھا۔ شیلہ باغ سے شمال کی طرف ایک چھوٹا سا کچا راستہ موجود ہے اور یہاں پر شیلہ باغ سے آٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر کوہ کوٹک ہی میں ایک مقام ”شانہ“ پر ایک مختصر سی آبادی موجود ہے، یہی مقام ملا عبدالسلام مرحوم کی جائے پیدائش ہے۔ شانہ تک توبہ اچکزئی سے بھی ایک راستہ ”ہیسلا نہ“ کے مقام سے آتا ہے جو نسبتاً شیلہ باغ والے راستے سے کم پڑتا ہے۔ ملا عبدالسلام خود اس مقام کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں :

زاد بودم و خانہ دارم در جبال پنج میل از شیلہ باغ سمت شمال^۴
 شانہ کے مقام پر آپ کی پیدائش سے پہلے کوئی مستقل آبادی موجود نہیں تھی، لیکن رفتہ رفتہ یہاں پر ایک گاؤں آباد ہوا اور اب بھی وہاں پر ایک مستقل گاؤں آباد ہے۔

حصول علم

ملا عبدالسلام اچکزئی جس ماحول اور مقام پر پیدا ہوئے، وہاں ہر طرف جہالت کے تاریک اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ جس طرح وہ خود لکھتے ہیں :

پہ تاریکہ کورنی کمی شمع بل سوم دنامی ماژہ فاسق در نظر سپک سوم^۵
 ”میں ایک تاریک خاندان میں شمع کی صورت میں جلوہ افروز ہوا اور ہر ایک مالدار فاسق کی نظروں میں حقیر معلوم ہوا“
 اُس زمانے میں اس مقام اور اُس کے ارد گرد نہ کوئی سرکاری سکول موجود تھا اور نہ ہی باقاعدہ کوئی دینی ادارہ۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق جہاں جہاں مساجد آباد تھیں، اُن امام صاحبان گاؤں کے بچوں کو دینی تعلیم سے روشناس کراتے تھے اور تعلیم کا یہ انتظام بھی محدود پیمانہ پر تھا اور بہت کم بچے محدود مذہبی تعلیم حاصل کر سکتے تھے، لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کو کسی مقصد کے لئے پیدا فرمالیے ہیں تو اس کے انتظام کے اسباب بھی مہیا کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسباب

مہیا ہونے پر ملا عبدالسلام اچکزئی نے بہت ہی کھٹن اور مشکل حالات میں اپنی علمی پیاس بجھائی۔ آپ نے سب سے پہلے اپنے والد سے ابتدائی مذہبی کتابیں پڑھیں اور اس کے بعد مزید حصول علم کے لئے آپ نے اپنے علاقے کو خیر باد کہا اور اس زمانے کے رواج کے مطابق قندھار اور پشین کے مختلف مقامات پر حصول علم کے لئے رہائش اختیار کی۔ مختلف مقامات پر مختلف اساتذہ کرام سے استفادہ کے بعد چالیس سال کی عمر میں تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، کلام، صرف و نحو، عروض و قوافی، اسلامی تاریخ، فلسفہ اور دیگر ضروری علوم میں مہارت حاصل کی۔

سادگی اور قناعت

ملا عبدالسلام سادہ زندگی گزارتے تھے۔ آپ نے ساری عمر غربت اور تنگدستی میں گزاری اور ہر حال میں صبر اختیار کیا۔ آپ کی سادگی کے حوالے سے سلطان محمد صابر لکھتے ہیں :

ملا عبدالسلام پہ شکل و شہادت یو خوار غریب سزے ونی، تہ بہ وانے چہ الف ب نئے نہ دی زده، لاکن چہ مجلس و رسره و کزے نودده علمیت، دانائی، خودداری اور جرأت بہ دی بہ دے مجبور کزی چہ دده دلوزتیا او شرافت و سپینختلیا احترام و کزے اودابہ اومنے چہ واقعی:

شرافت الانسان بالعلم والادب لابل مال والنسب ۶

ترجمہ: ملا عبدالسلام شکل و صورت کے لحاظ سے ایک سادہ اور غریب شخص نظر آتے تھے، آپ کہیں گے کہ الف، ب پڑھنا نہیں آتا، لیکن جب اس کی مجلس میں بیٹھا جائے تو ان کی علمیت، عقلمندی، خود داری اور جرأت اس بات پر آدمی کو مجبور کرتی ہے کہ اس کی اعلیٰ ظرفی، شرافت اور صداقت کا احترام کیا جائے اور یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ واقعی انسان کی شرافت علم و ادب کی وجہ سے ہے نہ کہ مال و نسب کی وجہ سے۔

محمد زمان خان اچکزئی اس سلسلے میں لکھتے ہیں :

دملا عبدالسلام شاعری لہ داراز جذباتو، احساساتو او جوش نہ ڈکہ دہ چہ بندہ دانہ سی ونیلا لے چہ دا کلام دنیوی کالو دعویریخ سزے دی، ہمدغہ ڈول دملاصاحب سادہ ڈوند اوسادہ ناستہ ولاؤہ چہ جوک وینی نوہفہ تہ ڈئے بیخی یوعام سزے شکارہ سی ۷

ترجمہ: ملا عبدالسلام کی شاعری جوش و جذبے اور احساسات سے معمور ہے، آپ کی شاعری پڑھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ شاعری نوے برس کے عمر رسیدہ شخص کی ہے۔ اسی طرح ملا صاحب کی سادہ زندگی اور سادہ نشست و برخاست جو کوئی بھی دیکھ لیتا ہے تو اسے ملا صاحب ایک خاص آدمی نظر آتا ہے۔

صاحبزادہ حمید اللہ آپ کی شخصیت کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں :

وہ دلے پتے سادہ انسان تھے، سفید لباس اور سفید گچڑی استعمال کرتے تھے، بڑے عالم، عابد، قناعت

پسند اور متوکل انسان تھے۔ رنگ کچھ سیاہی مائل مگر شخصیت بارعب تھی۔ ۸
ملا عبدالسلام اچکزئی چونکہ غربت کی زندگی گزارتے تھے اس لیے آپ کی ظاہری حالت دیکھ کر
انگریزوں نے کئی بار بطور رشوت آپ کے لئے وظیفہ مقرر کرنا چاہا، کہ اس وقت آپ انگریزوں کی
مخالفت سے باز آجائیں گے، لیکن آپ نے تنگ دستی کے باوجود صاف انکار کیا۔ ۹

ادبی حیثیت

ملا عبدالسلام اچکزئی ایک وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ دین کی تمام مروجہ کتابوں کو پڑھ چکے تھے اور
ہر فن پر آپ کو خاصہ عبور حاصل تھا، علاوہ ازیں اپنے ملک کے اتار چڑھاؤ سے باخبر رہنے کے ساتھ
ساتھ دنیا کے دیگر ملکوں کے نشیب و فراز پر بھی آپ کی نظر تھی بلکہ ان نشیب و فراز کی وجوہات اور ان
کی اصلاح کی فکر بھی دامن گیر تھی، اگرچہ آپ کے معاشرتی اور اقتصادی حالات سخت ناہموار تھے،
لیکن اس کے باوجود دوسروں کی تکالیف اور مشکلات آپ سے دیکھی نہیں جاتی تھی۔ انسان دوستی اور
حق گوئی آپ کے خمیر میں تھا۔ علاقے کے بڑے بڑے علماء و صلحاء کے ساتھ آپ کے اچھے تعلقات
اور مراسم تھے۔ آپ نے سعدی شیرازی، جامی اور مرزا بییدل وغیرہ کے افکار کا مطالعہ بھی کیا ہوا تھا،
جس کی روشنی میں لوگوں کی اصلاح کے لئے آپ ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے اور ہمیشہ اس فکر میں
تھے کہ کس طرح معاشرے سے بدعات کا خاتمہ کیا جائے اور اصل اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے، لہذا
شعر کے انداز میں آپ نے اصلاح امت کا بیڑہ اٹھایا اور اس سلسلے میں آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں،
جن پر آخر میں تبصرہ کیا جائے گا، خاص کر ”طلب مذہب“ اس سلسلے میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔

ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر آپ کی خدمات کے حوالے سے لکھتے ہیں :

ملا عبدالسلام اچکزئی (قاضی عبدالسلام بابا) ایک ممتاز عالم دین اور جن گو شاعر تھے، آپ کا شمار پشتو زبان
کے ان صف اول کے شعراء میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے زور قلم سے اس علاقے میں تحریک آزادی
اور قیام پاکستان کی جدوجہد کے لیے نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ ۱۰
محمد زمان خان اچکزئی آپ کی شاعری کے متعلق لکھتے ہیں :

ملا عبدالسلام تہ پر پشتو شاعری باندی قدرت دومرہ لونی توان ور کوزنے دنی چہ بندہ حیران
سی۔ ڈیر پہ سادہ اولنڈہ والفاظو کشی خیل مطلب سرگندہ وی اوھفہ ہم بہ داسی ڈول چہ د
پشتو دعوامی محاورو شکلا دلیری نہ بندہ تہ دعمل بلنہ ور کوی۔ ۱۱

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ملا عبدالسلام کو پشتو شاعری کے ذریعے بڑی قدرت اور صلاحیت دی ہوئی ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے، بہت سادہ اور مختصر الفاظ میں اپنا مطلب بیان کرتے ہیں اور وہ بھی ایسے طریقے سے کہ پشتو زبان کے عوامی محاوروں کی خوبصورتی سے انسان کو عمل کی طرف دعوت دیتی ہے۔

اسی طرح مقدس خان معصوم آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ملا عبدالسلام اشیزنی چہ دبلوچستان پستانہ نے د سلام بابا پہ نوم بادوی، پہ هغو خوش
قسمتو شاعرانو کمی شامل دی چہ خدانے پاک ورله اعلیٰ دماغ اوپه قوم منین ززه ورکزی و^{۱۲}
ترجمہ: ملا عبدالسلام ایشیڑی جسے بلوچستان کے پشتون سلام بابا کے نام سے یاد کرتے ہیں، ان خوش
قسمت شعراء میں شامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ دماغ اور قوم سے محبت رکھنے والا دل دیا تھا۔

انگریز دشمنی

جس وقت انگریز نے برصغیر پاک و ہند پر اپنا قبضہ مکمل کر لیا، تو مسلمانانِ پاک و ہند ایک عجیب مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ انگریز ہمیشہ سے یہ کوشش کرتے رہے کہ مسلمانوں کی اقتصادی حالت تباہ و برباد ہو، علم و فن میں عبور حاصل نہ ہو اور نہ ہی کوئی ایسا مجاہد پیدا ہو جو ان کے خلاف آئندہ تلوار اٹھا سکے۔ انگریز نے صرف برصغیر پاک و ہند پر صبر نہیں کیا، بلکہ اپنی توسیع پسندانہ پالیسی کے تحت افغانستان کی جانب بھی قدم بڑھائے، جس کے جواب میں افغانستان کے غیور عوام نے انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ انگریزوں کے خلاف جہاں ایک طرف مسلمانانِ برصغیر میدان جنگ میں تلوار کے ذریعے لڑ رہے تھے، وہاں دوسری طرف بعض مجاہدین اپنے قلم سے ان کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ ان مجاہدین میں ملا عبدالسلام ایچکڑی بھی شامل تھے۔ آپ نے جب مسلمانوں پر انگریزوں کے مظالم کی خبریں سنیں تو آپ نے ان کے خلاف کوٹک میں بذریعہ قلم جہاد بلند کیا اور اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس جہاد میں گزارا۔ اس جہاد کے دوران آپ کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں، لیکن آپ برابر انگریز کی سازشوں سے مسلمانوں کو خبردار کرتے رہے اور مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیتے رہے۔ جس طرح کہ ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں:

در شپینہ کالہ اوشتی سپینہ ژبرہ پہ جہاد کی لکہ خوان لیل ونہار یم

سپر و توره، خنجر بیل دخانہ نہ ژدم دلندن ابلیس و غدر تہ بیدار یم^{۱۳}

ترجمہ: میری عمر ۶۰ سال سے زیادہ ہے اور داڑھی سفید ہے، لیکن اس کے باوجود میں جہاد میں ایک جوان کی طرح روز و شب تیار ہوں، ڈھال، تلوار اور خنجر اپنے آپ سے جدا نہیں رکھتا ہوں اور لندن

کے شیطان (انگریز) کی چال فریب سے باخبر ہوں۔

گرفتاری اور رہائی

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مولانا مرحوم کے دل و دماغ میں انگریز دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور آپ نے اپنے شعروں کے ذریعے انگریزوں سے عداوت اور نفرت کا اظہار کیا تھا۔ اس سلسلے میں آپ نے ایک کتاب ”سون چن“ کے عنوان سے بھی لکھی ہے، جس میں انگریز کی سازشوں سے مسلمانوں کو خبردار کیا تھا۔ ۱۳۵۳ء میں اشاعت کے بعد اس کتاب کو ضبط کر لیا اور آپ کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا۔ آپ کی گرفتاری پر لوگوں نے اور خاص کر آپ کے قبیلے اچکزئیوں نے شدید احتجاج کیا، جس پر مجبور ہو کر انگریزوں نے کچھ مدت کی قید و بند کے بعد تقریباً ۴۰۰۰ روپے کی ضمانت پر آپ کو رہا کر دیا، لیکن آپ کی کتابوں کی اشاعت پر پابندی برقرار رکھی۔ قید سے رہائی کے بعد آپ نے اپنی جدوجہد اور تیز کردی، جیسا کہ عبدالرحمن کا کڑ لکھتے ہیں:

لہ بسندہ ترخوشی کیدلوورستہ ملا صاحب داغیار وہ خلاف خہلی ہنخی نوری غزندى كزى
او دخپلى سيمى او قوم دپاره دذير سه كولو حوصله په ده كشى وه. انگريانو دخپل دشمن ملا
عبدالسلام اشيزى ددباؤ كولو ذيرى هنخى و كزى خو په كشى برىالى نه شوو. په دغه وخت
كشى دبر صغير داوسيدونكو په زؤو كشى دازادى خوندا اومينه موجوده وه. ملا صاحب هم
دازادى په جنگ كشى گزون و كز او په خپل قلم سره يى جهاد و كز ۱۴

ترجمہ: قید سے رہائی کے بعد ملا عبدالسلام نے غیروں کے خلاف اپنی جدوجہد کو اور تیز کر دیا، اپنے علاقے اور قوم کے لیے بہت کچھ کرنے کا جذبہ اور حوصلہ رکھتے تھے، انگریزوں نے آپ پر دباؤ ڈالنے کے لیے بہت کوششیں کیں، لیکن کامیاب نہ ہو سکے، اس زمانے میں برصغیر کے باشندوں کے دلوں میں آزادی کی آہنگ اور محبت موجود تھی، ملا عبدالسلام بھی آزادی کی اس جدوجہد میں شریک ہوئے اور اپنے قلم کے ساتھ جہاد کیا

وطن سے محبت

ملا عبدالسلام اچکزئی کو اپنے وطن سے بہت محبت تھی۔ آپ کو اپنا وطن اور اپنی زمین بہت پیاری تھی۔ آپ نے اپنے اشعار میں اپنی اس حب الوطنی کے جذبے کو مؤثر انداز میں بار بار ظاہر کیا ہے، جس طرح کہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

ومحبوب وطن ته مه پريژدى انگليس ۱۵

دخپل ملك خاورى دبل پر طلاشى دى

ترجمہ: اپنے ملک کی مٹی دوسرے کے سونے سے بہتر ہے، اس لئے اپنے پیارے وطن میں انگریز کو مت چھوڑیں۔

بہر حال آپ نے اپنی شاعری میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اپنا وطن، زمین اور آزادی اللہ تعالیٰ کی گراں قدر نعمتیں ہیں اور ان کی قدر کرنی چاہیے، کیونکہ یہ چیزیں بہت سی قربانیوں کے بعد حاصل ہوتی ہیں۔

علماء کی قدر دانی

ملا عبدالسلام اچکزئی خود بھی بڑے عالم دین تھے اور علماء حق و صلحاء کی قدر و احترام کرتے تھے، البتہ عالم کے لباس میں ظالم اور جاہل کی مذمت ضرور کرتے تھے۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ علماء حق اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اور دوستوں پر تنقید کرتے ہیں، وہ حقیقت میں آسمان پر تھوکتے ہیں اور جو آسمان پر تھوکتا ہے، تو ان کا تھوک واپس ان کے چہرے پر آکر گرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

چ سڑی پر ہزر گانوں بہتان وائی داخیٹ نامردہ عیب دخان والی ۱۶
ترجمہ: جو شخص بزرگوں پر بہتان باندھتا ہے وہ درحقیقت فاسق ہے اور اس طرح دوسروں کی عیب جوئی کر کے لوگ اپنا عیب لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں۔
ایک اور جگہ علماء حق اور صلحاء کے بارے میں گویا ہیں:

دنیکانو سرہ نہ یم پہ عناد کی زہ کوم درھزنانو ددین ذم
دپشو خاوری یم دھغہ فاضلانو پر چشمانو باندی زدم ددی قدم
دا ستوری دی چہ دونی لار پہ وینو شبہ تاریکہ دہ دکفر ہر عالم
کہ بہ زہ پاکو قدسیانو لہ بد وایم دوزخی دی سی داگوئی و قلم ۱۷

ترجمہ: میں نیک لوگوں کے ساتھ عناد نہیں رکھتا۔ البتہ دین کے لٹیروں کی مذمت کرتا ہوں، میں اُن فاضلوں کے قدموں کی گرد (مٹی) ہوں اور اپنی آنکھوں پر اُن کے قدم رکھتا ہوں۔ یہ تو ستارے ہیں جس کے ذریعے ہم راستہ دیکھتے ہیں، کیونکہ کفر کی دنیا پر تو تاریکی چھائی ہوئی ہے، اگر میں اس پاکیزہ مخلوق کو برا کہوں تو پھر میری انگلیاں اور یہ قلم ٹوٹ جائیں۔

اخلاق اور اخلاص کی تعلیم

ملا عبد السلام اپنی تعلیمات میں اخلاق اور اخلاص پر بہت زور دیتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اخلاق اور اخلاص لازم و ملزوم ہیں اور ان دونوں کا دشمن حرص ہے، جب تک انسان حرص کے جال میں پھنسا رہتا ہے اُس وقت وہ اپنی جان اور جہاں دونوں کا دشمن ہو تا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حرص ایسی بیماری ہے جس کا علاج صرف یہ ہے کہ انسان اپنے نفس پر کنٹرول رکھے، تاکہ نفس اور شیطان دونوں قابو میں رہیں۔ آپ اپنے اشعار میں حرص کی مذمت اس طرح بیان کرتے ہیں :

دحرص تازیان اولہ خاوندان خوری دی شکاربانو خپل خانو نہ پدا م یوزو ۱۸
ترجمہ: حرص کے شکاری کتے سب سے پہلے اپنے مالوں کو کھا جاتے ہیں اور اس کے ذریعے شکار
کرنے والے خود اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔
ایک اور جگہ لکھتے ہیں :

پہ دنیا پسی ماژہ ڈک لیونی دی گاندی ڈول ودوی تہ یسی لکہ غرتش
سو دقبر خاوری خوری لامری دلوزی حارصان گوزی پہ طمع در پر درتش ۱۹
ترجمہ: دنیا کے پیچھے امیر لوگ دیوانوں کی طرح دوڑ رہے ہیں اور ان کی نظروں میں مال کا ذخیرہ بھی
خالی پہاڑ کی طرح نظر آتا ہے، یہ حریصان قبر کی مٹی کھانے تک بھوک سے مرتے ہیں اور یہ لوگ گھر
گھر طمع کی لالچ میں گھومتے پھرتے ہیں۔

اتحاد کا درس

ملا عبد السلام بابا جہاں پشتون قوم کو اچھے اخلاق اپنانے کی دعوت دیتے ہیں وہاں انہیں اتحاد و اتفاق کا درس بھی دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ غیر ملکی حکمرانوں نے ہمیں آپس میں تقسیم کر دیا ہے اور اب بے فکری کے ساتھ ہم پر حکومت کر رہے ہیں۔ دشمن کو شکست دینے کے لیے ضروری ہے کہ ہم آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں اور ویسے بھی قرآنی تعلیم کی رو سے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، وہ کہتے ہیں :

کہ نن موژ پہ صدق و دریدو نیم ہم بے وائے سو پر شا گنز کفر عظیم
پر دمے باغ داتفاق ذبر کتہ دیمین دخوار الوزی نسیم
مؤمنان خو سرہ ورونژہ پہ قرآن دی دزرو وکاژی مردار جہل قدیم ۲۰

ترجمہ: اگر آج ہم سچائی کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو تمام کفر کو ٹھکت دے سکتے ہیں اور اس اتحاد کے باغ پر یمن کی طرف سے بادئیم چلتی ہے۔ تمام مسلمان قرآن کی رو سے آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اے لوگو! اپنے دلوں سے جہالت کی باتیں نکال دو۔

بحیثیت مصلح

ملا عبدالسلام اشیزئی ایک مصلح اور حقیقت پسند شاعر تھے۔ آپ اصلاح کی خاطر اپنے اشعار کے ذریعے لوگوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا بھرپور درس دیتے رہے، آپ کہتے ہیں کہ انسان کو اپنا قیمتی وقت لہو و لعب میں نہیں گزارنا چاہئے، بلکہ آخرت کے لئے بھی سرمایہ محفوظ رکھنا چاہئے، کیونکہ اس زندگی کا جاہ و جلال صرف چند دنوں کے لئے ہے، تو اس چند روزہ عیش و عشرت کے لئے ہم آخرت کو کیوں بھول جائیں، وہ لکھتے ہیں:

دولت بیرتہ عاقبت دلاسه وزی درامیر امان اللہ و معتبر سوک

کُلِّ مَنْ عَلَيَّهَا فَاِنَّ كِه اِنْسَانِ اَرُوْمے نو غلطہ سودا نہ وہی دزر سوک

دخہ مال بہ چابک بیل سی مرگ موبیانی پنخہ ورزی پہ گل نہ لری باور سوک ۲۱

ترجمہ: یہ مال و دولت آخر کار انسان کے ہاتھوں سے جاتی رہتی ہے۔ امیر امان اللہ کے ہاتھ سے بھی اقتدار جاتا رہا، حالانکہ اُس سے معتبر کون ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی یہ آیت کُلِّ مَنْ عَلَيَّهَا فَاِنَّ اَگر انسان سنتا ہے تو وہ پھر مال و دولت کے بارے میں زیادہ نہیں سوچتا، یہ مال و دولت جلد ہی انسان سے جدا ہو جائے گا اور موت ہماری منظر ہے، لہذا پانچ دن کے پھول پر کوئی اعتبار نہیں کرے گا۔ اسی طرح وہ یتیموں، بیواؤں اور عورتوں کے حقوق پر بھی زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

نو کہ جا دا اسمانی وحی منلی بیا بہ نہ زُو کَنڈ ویتیم

مذہب ومنہ حقوق د شخو مه خوره پہ طواف دنہ کشیاسہ حطیم ۲۲

ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ آسمانی وحی (قرآن) تسلیم کر لیتا ہے تو وہ یتیم اور بیوہ پر ظلم نہیں کرتا اور اے لوگو! مذہب (اسلام) کو مالو، عورتوں کے حقوق مت چھینو اور حطیم شریف کو بھی طواف میں شامل کرو (یعنی اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ)۔

ملا عبدالسلام مرحوم نے قرآن مجید ہی کو تمام علوم کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر

جہالت کے اندھیروں سے باہر نکلنا ہے تو قرآن کی روشنی سے اپنے آپ کو منور رکھیں:

کہ تا خان دجھلہ کیش نن وقرآن نہ سہ راویش نن

دارسی و نسہ ٹینگہ کنہ کلک مشلی ددرینگہ
 دقرآنہ خان خبر کہ حق دھر ہمسایہ ور کہ
 دزڑہ تور پانوس صفا کہ دا شیشہ گرزوہ پاکہ
 دقرآن نور پکی کشیڑدہ لارہہ وینی جہل پریڑدہ ۲۳

ترجمہ: اگر آپ نے جہالت سے نکلنا ہے تو قرآن (کی تعلیمات) سے اپنے آپ کو باخبر رکھو، اسی قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ قرآن سے اپنے آپ کو باخبر رکھو اور ہر ہمسایہ کا حق ادا کرو۔ اپنے دل کے شیشے کو صاف رکھا کرو اور قرآنی تعلیمات سے اپنے دل کو منور کرو اور اسی نصیحت پر عمل کرو گے تو راہ ہدایت پہ آ جاؤ گے۔

بحیثیت صوفی

ایک انقلابی شاعر، ادیب اور صاحب نظر ہونے کے علاوہ ایک باعمل صوفی بھی تھے۔ آپ کی نظر میں باطن کو ظاہر پر مقدم رکھنا چاہیے اور باطن کی صفائی کے بغیر بند و نصاب اثر نہیں دکھا سکتا۔ آپ لکھتے ہیں:

پہ شہہ نہ کیڑی مزل دزڑہ ہی چراغہ لکہ قبر تیارہ خونہ دہ دنیا ۲۴
 ترجمہ: دل کی روشنی کے بغیر رات کو سوز نہیں کیا جاسکتا، یہ دنیا قبر کی طرح تاریک کرہ ہے۔
 آگے مزید لکھتے ہیں:

ہلنہ پندائر لری پر خالانو کہ دننہ مشک عنبر شو ماوتا ۲۵
 ترجمہ: غافل لوگوں پر نصیحت اس وقت اثر رکھتی ہے جب ہم اندر سے مشک و عنبر بن جائیں۔
 آپ کا صوفیاء سے لگاؤ آپ کی شاعری سے ثابت ہوتا ہے لیکن پیرکمال کی رہنمائی میں تصوف کے منازل طے نہیں کئے ہیں، اس حوالے سے عبدالرحمن کاکڑ لکھتے ہیں:

ترجمہ: پشتوزبان کے نامور صوفی شاعر عبدالرحمن بابا کی طرح ملا عبدالسلام اشیرنی کی شاعری سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آپ باقاعدہ مرید رہ چکے ہوں یا کسی پیرکمال کی رہبری میں تصوف کی منازل طے کی ہوں، اسی وجہ سے آپ کو تصوف کے مخصوص نظریے کا پیر و کار بھی نہیں کہہ سکتے، اس کے علاوہ آپ کی شاعری میں تصوف کی دقیق اصطلاحات بھی نظر نہیں آئیں۔ ۲۶

چونکہ آپ ایک نامور عالم دین تھے اس لیے اسلامی تصوف کو تودل و جان سے قبول کیا لیکن یونانی فلسفہ کو گمراہی سے تشبیہ دے کر ان پڑھ پشتونوں کو ان سے بچایا اس پورے نظریے کو ایک

شعر میں اس طرح سویا ہے :

قرآن خوانہ یونانی فلسفہ لولی نابینا امیان دجھلہ سہ ورمات دیی ۲۷
ترجمہ: قرآن پڑھنے والے یونانی فلسفہ پڑھتے ہیں، اندھے عوام جہالت کی وجہ سے ان کی طرف متوجہ
ہیں۔

اس کے علاوہ آپ نے اپنے علمی نشتر سے علماء سوء اور جعلی پیروں کے خلاف جہاد کیا۔ اپنے
ایک شعر میں ایسے جعل سازوں کی حقیقت سے عوام کو یوں آگاہ کیا ہے :

ناخبرہ پشتانہ بی نورہ زڑونہ خطا وزی پہ سریرہ خیموسہینو ۲۸
ترجمہ: جاہل اور نور سے خالی دل رکھنے والے پشتون ظاہری طور پر نظر آنے والے سفید خیموں سے دھوکہ
کھاتے ہیں۔

تاریخ وفات

اس عظیم مصلح اور عوامی شاعر نے ۲۶ جنوری ۱۹۷۴ء بمطابق ۱۳۹۴ھ وفات پائی۔ اس طرح
اگر آپ کی تاریخ پیدائش ۱۳۰۰ھ تسلیم کی جائے تو سن ہجری کے لحاظ سے آپ نے ۹۴ سال کی عمر
پائی۔ اگر آپ کے بیٹے کے بقول ۱۴۹۰ھ مانی جائے تو پھر آپ کی عمر ۱۰۴ سال ہو جاتی ہے۔
بہر حال آپ نے کم از کم ۹۴ سال کی طویل عمر پائی۔ آپ اپنے آبائی گاؤں شاخہ شیلہ باغ میں مدفون
ہیں۔

تالیفات

آپ نے اپنی زندگی میں کل تین کتابیں لکھی تھیں: (۱) سون چمن، (۲) طلب مذہب اور
(۳) زردانہ در۔ یہ تمام کتابیں پشتو زبان میں لکھی گئی تھیں اور زیور طبع سے آراستہ ہیں۔

۱۔ سون چمن

ملا عبدالسلام مرحوم کے پہلے مطبوعہ کتاب کا نام سون چمن (باغ کا پھول) ہے۔ سون ایک
آسمانی رنگ کا پھول ہوتا ہے، جسے شعراء زبان سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اس کتاب میں تقریباً چھ ہزار
اشعار موجود ہیں، اس کے صفحات کی تعداد ۳۲۷ ہیں اور اس کا کاغذ سفید ہے۔ پہلی بار لاہور میں چھپی
تھی اور اشاعت ثانی کونستہ میں ہوئی آپ کے فن شعر و شاعری کا سبب اور محرک غازی امان اللہ کی
ملک بدری بیان کی جاتی ہے، کیونکہ آپ کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳۴۷ھ بمطابق ۱۹۲۹ء

میں جب آپ اپنے بچے کے علاج کی غرض سے کوئٹہ آئے تو اسی سال افغانستان پر بچہ سہ نے انگریز کے تعاون سے اقتدار پر قبضہ کر لیا اور غازی امان اللہ خان ملک بدری پر مجبور ہوئے تھے۔ اس واقعہ کی خبر جب کوئٹہ میں آپ نے سنی تو آپ نے اس موقع پر چند اشعار کہے اور یہاں سے آپ کی شاعری کے سفر آغاز ہوتا ہے۔ آپ خود یہ واقعہ بیان کرتے ہیں :

پہ زردری سوہ ووہ سلویشٹ سنہ کی ولازم کوئی لہ زہیر بہ رجب کی
 نازولی زولی م واخستی ناجوڑہ نصیب بوتم ددوا پہ طلب زہ
 دکابل د انقلاب قصہ منجلس و نور ناخوبہ کژم دا شور وشغب زہ
 سکشتی سہ خشتی م کشی شودمے دشعر پہ خوانہ وم پہ صنعت مجرب زہ
 دلام نقش پہ نومڑی ماشام کی وزود دتصنیف دادرتہ وایم سبب زہ ۲۹

ترجمہ: ماہ رجب ۱۳۳۷ھ میں میں کوئٹہ گیا تھا تاکہ اپنے پیارے بچے کا علاج کرا سکوں، وہاں پر انقلاب کابل کے قصے بیان ہو رہے تھے، جس نے مجھے مضطرب کر دیا۔ یہاں میں نے چند اشعار کی بنیاد رکھی، اگرچہ پہلے میں شعر کہنے میں ماہر نہیں تھا۔ ردیف ”ل“ پر مشتمل اشعار میں نے اسی شام بنائے، اس طرح اپنی تصنیف کا سبب بتلا رہا ہوں۔ (ردیف ”ل“ کے اشعار اس کتاب میں موجود ہیں)۔ ۳۰

کتاب کو کئی سالوں میں مکمل کرنے کے بعد اس غرض سے آپ کوئٹہ تشریف لائے کہ کتاب کو چھپوا سکیں۔ جس طرح کہ خود بیان کرتے ہیں:

نو سہ پاڑی ددہ وغوڑیدی گردی متصلہ دظفر سرہ قریب
 را نزدی شہر لہ ورلم دکوئی سڑی چاپ بسی دانظم وترتیب
 انگریزانو نہ پریشوو ذکر دخیر دسلطان امان اللہ غازی ادیب
 داتحسین دفرنگی دخیالہ چپ وُو ما کاوی داتفاق پہ خوا ترغیب ۳۱

ترجمہ: جب اس (کتاب) کے سارے پتے مکمل گئے اور مجھے کامیابی ملی تو میں کوئٹہ شہر اس لئے گیا کہ اس نظم کو چھپوا سکوں۔ انگریز نے اس میں موجود غازی امان اللہ کے ذکر خیر کو دیکھ کر اشاعت کی اجازت نہیں دی۔ یہ مدح دستاویز انگریزی فکر کے برخلاف تھی کیونکہ میں اتفاق و اتحاد کی ترغیب دے رہا تھا۔

وہ مزید لکھتے ہیں کہ اس وجہ سے پریس کے مالک نے اس کو چھاپنے سے انکار کیا، کیونکہ اس

میں حکومت وقت کے خلاف اشعار موجود ہیں۔ صورت حال کو بھانپتے ہوئے میں نے اس میں کچھ تغیرات دوستوں کی مشاورت پر کئے، تاکہ انگریز کے لئے قابل قبول ہوں، مگر اس کے باوجود میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے بعد آپ کے دوستوں مثلاً بجز العلوم ملا محمد یعقوب" لاجوری، علامہ عبدالعلی کاکڑ، قاضی مولوی باران اور علاقے کے دیگر علماء نے آپ کو مشورہ دیا کہ اسے لاہور میں چھاپا جائے۔ اور اس طرح آپ دوستوں کے مشورے پر اپنی اس کتاب کو ۱۳۵۳ھ بمطابق ۱۹۳۵ء لاہور میں خفیہ طور چھاپنے میں کامیاب ہو سکے۔ کتاب کی اشاعت کی اطلاع جب انگریزوں کو ہوئی تو انہوں نے اسے ضبط کر کے جلادیا، یہاں پر صرف چند ایک نسخے بچ گئے۔

کتاب کی ضبطی کا واقعہ آپ کے بیٹے ٹمس طالع اس طرح بیان کرتے ہیں: ”میں بہت چھوٹا تھا اور پنگوڑے میں لیٹا ہوا تھا کہ انگریز حکومت کے قاصد آگئے اور ”سوسن چمن“ کے تمام نسخے جمع کر لئے اور مولانا مرحوم کو ہتھکڑیاں ڈال کر لے گئے اور میرے بڑے بھائی غلام یحییٰ کے بقول میری ذہین والدہ نے ایک نسخہ میرے (ٹمس طالع) کے ساتھ کپڑے میں باندھ دیا، یعنی وہ کپڑا جس میں بچے کو باندھتے ہیں اور مجھے پنگوڑے میں سلا دیا اور اس طرح ایک نسخہ بچ گیا۔“ ۳۲

پورے پشتون علاقے (شمالی بلوچستان) میں آج تک کسی عالم اور ادیب کی کتاب کو وقت کے حکمرانوں نے نذر آتش نہیں کیا ہے، لیکن ملا عبدالسلام اشیزئی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کی کتاب ”سوسن چمن“ کو انگریز نے نہ صرف ضبط کیا بلکہ اسے نذر آتش بھی کیا اور ساتھ ہی اس پر پابندی بھی عائد کی جو کئی سال تک برقرار رہی۔ اس حوالے سے پشتو کے معروف شاعر درویش درانی پی ٹی وی کوئٹہ کی طرف سے ملا عبدالسلام اشیزئی پر بنائے گئے پروگرام میں کہتے ہیں:

وہ مولانا صاحب کو کتنا خطرناک آدمی سمجھتے تھے، آپ اندازہ ایک واقعہ سے لگا سکتے ہیں کہ انہوں نے اے جی جی کو درخواست دی تھی، درخواست اسی ”سوسن چمن“ کے سلسلے میں تھی، اس کتاب پر پابندی تھی، انہوں نے درخواست کی تھی کہ یہ پابندی ہٹائیں اور اس کتاب کے چھاپنے کی اجازت دیں تو اے جی جی نے ان کو جواب میں کہا کہ مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ تاج برطانیہ کا اتھارڈٹن اب تک زندہ کیسے ہے۔ ۳۳

رہائی کے بعد کئی بار ملا عبدالسلام نے انگریز حکومت کو کتاب پر سے پابندی ہٹانے سے متعلق درخواستیں دیں، لیکن حکومت نے ان درخواستوں کو مسترد کیا یہاں تک کہ تقریباً تیس سال تک اس

کتاب پر پابندی برقرار رہی۔ اس کے بعد ایوب خان کے دور حکومت میں متعدد درخواستیں دینے کے بعد اُس وقت کے کاشف جناب انور عادل کی اجازت سے آپ نے یہ کتاب ۱۳۸۳ھ بمطابق ۱۹۶۳ء میں کوئٹہ سے چھپوائی۔ سون چمن کی دونوں بار ترتیب آپ نے خود تیار کی۔ دوسری بار اشاعت کے موقع پر آپ نے کتاب میں کئی اضافے بھی کئے تھے۔ اس کتاب میں آپ نے انگریز کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے واقعات و حالات بیان کئے ہیں اور جہاں آپ اہل وطن میں کوئی غلطی دیکھتے، تو اس کو شعر کی زبان میں بیان کرتے اور اپنی قوم کی اصلاح کی کوشش جاری رکھتے۔

خلاصہ یہ کہ ”سون چمن“ میں انگریز کی سازشوں سے پردہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس کتاب میں مسلمانوں کی اصلاح اعمال کے لئے بہت سے قیمتی مشورے اور مواعظ بھی موجود ہیں۔ کتاب کے آخر میں ملا عبدالسلام اچکزئی نے حدیث کی مختلف کتابوں سے وعظ و حکمت پر مبنی چالیس احادیث بھی جمع کی ہیں۔

۲۔ طلب مذہب

ملا عبدالسلام اچکزئی کی دوسری مطبوعہ اور سب سے اہم کتاب ”طلب مذہب“ ہے۔ اس کتاب کے ۳۱۲ صفحات ہیں۔ اس کا کاغذ زرد رنگ کا ہے، اور عزیز الیکٹریک پریس، کوئٹہ نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کو ملا عبدالسلام اچکزئی نے شوال ۱۳۵۳ھ میں شروع کر کے ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ تک، تقریباً چودہ ماہ کے عرصے میں پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ جیسا کہ کتاب کے آخری حصے میں موجود درج ذیل عبارت سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

اقول مؤلف الحروف اضعف العباد عبدالسلام قد شرعت فی تسوید طلب المذہب بسنة الف وثلثمائة واربعة وخمسين (۱۳۵۳ھ) يوم الجمعة وقت الضحیٰ عشرون الشوال وفرغت عنه سنة الف وثلثمائة وخمسة وخمسين يوم الاحد ثامن ذالحجة فی وقت الظهر. ۳۳

اگرچہ اس کتاب پر سن اشاعت تحریر نہیں ہے، لیکن متعلقہ عبارت اور اس کتاب میں موجود دیگر اشعار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسے مکمل کرنے کے بعد ۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۳۴ء میں شائع کیا ہے، جس طرح وہ لکھتے ہیں :

ما پشین ووتی دخمه شہی دحج وی روخ اتمہ

دیارلس نیم سوہ سنہ وہ پنخہ کالہ زمانہ وہ

پہ شنبہ انگور پاخہ سو بہار نوی دشاخہ سو ۳۵

ترجمہ: ۱۳۵۵ھ سال ذی الحجہ کے آٹھویں تاریخ کا شام کا وقت تھا کہ یہ انگریز پک گئے اور شاخہ (مقام سکونت شاعر) کا موسم بہار تازہ ہوا۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے شروع میں ملا عبدالسلام مرحوم نے عربی رسم الخط سیکھنے کے لئے تقریباً سولہ قاعدے، قاعدہ بغدادیہ کی طرز پر لکھے گئے ہیں اور زیادہ تر کلمات قاعدہ بغدادیہ سے ماخوذ ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب میں عربی اور پشتو حروف تہجی بھی درج کئے گئے ہیں۔ آپ نے اس کتاب میں ایمان مفصل، اذان اور نماز کی ترکیب اور اس میں پڑھے جانے والے کلمات بھی درج کئے ہیں۔ اسی طرح آپ نے نماز پنجگانہ میں پڑھی جانے والی مسنون قرأت کے مطابق مفصل، اوسط اور مختصر سورتوں کی تفصیل بھی دی ہے۔ علاوہ ازیں نماز جنازہ اور خطبہ نکاح کی پوری ترکیب بھی موجود ہے۔ ۳۶

اسلامی رکن نماز سے متعلق ان ضروری چیزوں کا تذکرہ کرنے کے بعد آپ نے منظوم انداز میں ارکان اسلام یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج سے متعلق فقہی مسائل، پند و نصائح اور اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے کے اصول دلچسپ انداز میں بیان کئے ہیں اور یہ اشعار مثنوی کی چھوٹی بحر میں لکھے گئے ہیں۔ آپ کی زبان سادہ اور آسان ہے اور ہر پشتو سمجھنے والا اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، البتہ اس میں کتابت کی غلطیاں کچھ زیادہ ہی ہیں۔ کتاب کے شروع میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ان الفاظ میں بیان کی ہے :

صفت هغه له لائق دئی چه دئی زما و سنا خالق دئی

دمشرقہ سه نمر بیایے حمد بیحدہ ور له شائے

دھر چاروزی رسانہ ور کوی رسک پہ اسانہ ۳۷

ترجمہ: وہ ذات صفت کے لائق ہے جو ہمارا اور آپ کا خالق ہے۔ وہ مشرق سے سورج طلوع کرتا ہے اور وہی بے شمار صفتوں کے مستحق ہیں۔ وہ ہر ایک کا رازق ہے اور آسانی کے ساتھ اُسے روزی دیتا ہے۔

حمہ و ثنا کے بعد موصوف نے چند ایسے دلچسپ واقعات بیان کئے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت اور اس علاقے کے لوگوں میں جہالت کس قدر عام تھی۔ ایک واقعے کو وہ اس انداز میں بیان کرتے ہیں۔

بل امی وُ دا تبنی	حق بہ وایم خدای موینی
مالہ راغی بی ادبہ	ناخبرہ دمذہبہ
داقصہ ی کزہ اغازہ	چہ یو پلار لرم استاذہ
زموژ مور مژہ سوہ بی ماینے دی	خوار دہلی زمانے دی
سکہ زما دا کا لور دہ	خلاصہ کونڈہ د تر بور دہ
کہ وده تہ دار وادہ	در پیغور پوری حلوا دہ
چہ ماینہ ی کی محتاجہ	وتای نسو در و اجہ ۳۸

ترجمہ: تبنی (توپہ اپکزئی میں ایک مقام کا نام) سے ایک جاہل شخص میرے پاس آیا جو اسلامی تعلیمات سے بے خبر تھا، اس نے میرے سامنے یہ قصہ شروع کیا کہ میرا باپ ہے جس کی بیوی فوت ہو چکی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ اب میری ایک حقیقی چچا زاد بہن ہے جو بیوہ ہے۔ اب کیا میری یہ حقیقی چچا زاد بہن میرے والد کے لئے بطور نکاح جائز ہے یا نہیں، اگر یہ جائز ہے تو اس کے ساتھ میرا باپ نکاح کرے گا، کیونکہ یہ ہمارے علاقے کا رواج ہے کہ بیوہ عورت اپنے سسرال ہی میں دوسرا نکاح کر سکے گی۔

اس طرح کہ چند ایک واقعات بیان کرنے کے بعد ملا عبدالسلام مرحوم لکھتے ہیں کہ لوگوں میں موجود یہ جہالت اور اُن کی اسلام سے بے خبری میری اس کتاب کی تصنیف کا سبب اور محرک ہے، وہ لکھتے ہیں:

پشتانہ ڈیر نا فوہان دی	بے خبرہ دجہان دی
خاص دی د نصیحت وژ دی	وہ پشتو ژبہ تہ از دی
پہ کتاب مشغولہ کیژم	د پاکی پہ رود گڈ یژم
کہ دا گرخ دجہل ورک سی	سپینہ روز بہ ہر اچک سی ۳۹

ترجمہ: پشتون قوم زیادہ بے علم اور دنیا سے بے خبر ہے۔ خاص کر یہ لوگ نصیحت کے مستحق ہیں اور پشتو زبان کی ضرورت رکھتے ہیں، اسی لئے میں کتاب لکھنے میں مشغول ہوا ہوں اور سب سے پہلے

پاک کے باب (یعنی وضو کے بیان) میں داخل ہوتا ہوں، اگر جہالت کے یہ غبار چھٹ جائیں تو قوم انچکڑی پر دن روشن ہو جائے گا۔

غرض یہ کتاب ارکان اسلام سے متعلقہ مسائل اور دیگر مفید پند و نصائح پر مشتمل ہے۔ پشتو اشعار کے ساتھ ساتھ بہت سے مقامات پر فارسی اشعار بھی موجود ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو فارسی زبان پر بھی مکمل عبور حاصل تھا۔ اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنی کتاب میں بیان کردہ مسائل کو زیادہ مدلل ثابت کرنے کے لئے قرآن و حدیث سے حوالے دیئے ہیں اور بعض مقامات پر قرآنی آیات اور احادیث کی عبارات کے ساتھ ساتھ بعض فقہی کتابوں کی عبارات بھی نقل کی ہیں۔ کتاب کے آخر میں آپ نے پشتو زبان کے چند پُر مغز اور پر حکمت ضرب الامثال بھی نقل کیے ہیں۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں :

عرض دی ہر حاکمانو مہ سہ، رنخور دی ہر طبیبانو مہ سہ

ترجمہ: آپ کی پیشی حاکموں پر نہ ہو اور خدا نہ کرے کہ آپ کا مریض ڈاکٹروں کے پکر لگائے۔

کہ زہ نہ ووایم خو زما گوڈہ پشہ بہ ووانی

ترجمہ: اگر میں نہ کہوں تو میری لنگڑی ٹانگ ضرور کبے گی۔

دخپلہ کمبلہ پشی زیاتی مہ زغوه ۴۰

ترجمہ: اپنے حدود سے زیادہ باہر نہ نکلو، اپنی حیثیت کے مطابق رہو۔

یہ چند ایک ضرب الامثال بطور نمونہ درج کئے گئے ہیں۔ غرض یہ کہ ”طلب مذہب“ ایک ایسی کتاب ہے جو سعدی کی گلستان اور بوستان کی طرح پند و نصائح، دلچسپ واقعات اور فقہی مسائل و حکمت سے پُر ہے۔

۳۔ زردانہ ڈر

یہ بھی ایک شعری مجموعہ ہے اور اس میں موجود اشعار کی تعداد ایک ہزار ہے۔ ”زردانہ ڈر“ کا مطلب بھی یہی ہے کہ ”ہزار عدد موتی“۔ یہ کتاب ملا عبدالسلام مرحوم کی وفات کے تقریباً ۲۷ سال بعد یعنی ۲۰۰۱ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ اس کے ۸۰ صفحات ہیں۔ آغاز کے ۲۶ صفحات پیش لفظ کے طور پر آپ کی زندگی کے اہم واقعات اور آپ کی تصنیفات سے متعلق درج کئے گئے ہیں، جبکہ بقایا ۵۴ صفحات پر کتاب کا اصل مسودہ موجود ہے۔ اس کتاب کا ناشر آپ کا بیٹا شمس طالع ہے۔

آپ نے اپنی اس کتاب کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کیا ہے۔ اس کے بعد چند عربی تمہیدی کلمات لکھے ہیں اور اس کے بعد پشتو اشعار درج کئے ہیں۔ ۴۱ کتاب ”طلب مذہب“ کی طرح یہاں بھی آغاز حمد الہی سے کرتے ہیں ہوئے لکھتے ہیں:

یا الہی ستا بندہ یم کہ شاعلی کہ گندہ یم

سائل مہ شڑہ ددرہ تارا وغوست نا خبرہ

امتی می درسول کہ بی طاعتہ می قبول کہ ۴۲

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کا بندہ ہوں، اچھا ہوں کہ بُرا۔ سائل کو اپنے دربار سے خالی ہاتھ نہ لوٹائیں، کیونکہ آپ نے اُسے اچانک اپنے دربار میں بلایا ہے۔ مجھے اپنے رسول ﷺ کا امتی بنا لیں اور بغیر عبادت کے مجھے قبول فرمائیں۔

کتاب ”زردانہ دُر“ کے تمام اشعار ”طلب مذہب“ کی طرح چھوٹی مثنوی بحر میں ہیں۔ اس کا خط مناسب ہے، زیادہ خوش خط نہیں ہے، البتہ آسانی کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔ اس کا ہر شعر نہایت سادہ، شیریں، رواں اور دل پذیر ہے۔ سیال کاکڑ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ترجمہ: زردانہ دُر“ قیمتی موتیوں کا وہ ہار ہے جس میں قسم قسم کے گھینڈے مطالب ذکر کئے گئے ہیں۔ اس میں دینی، اصلاحی، اخلاقی، انتقادی، وطنی، سیاسی، اجتماعی، تاریخی اور معلوماتی مطالب ہمیشہ کے لئے محفوظ کئے گئے ہیں۔ اس مجموعے سے ملا عبدالسلام اپکنڑی کے فن اور شخصیت کا ہر پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے، اس مجموعے کی مدد سے آپ کے انکار اور نظریات معلوم کئے جاسکتے ہیں ۴۳

علاوہ ازیں اس کتاب میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور دیگر فقہی کتب کے حوالے بھی موجود ہیں۔ اس مجموعے کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ملا عبدالسلام بات چھپاتے نہیں، بلکہ ہر ایک بات کو صاف اور کھل کر بیان کرتے ہیں، جو بھی دل میں آتا ہے، اُسے اخلاص کے ساتھ اپنے شعر میں بیان کر دیتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں آپ نے مناجات پیش کئے ہیں مثلاً وہ لکھتے ہیں:

داسلام غریب زوال دی نن دکفر لوی کمال دی

خلگ ولاژ و سامری له دجال راغی انگری له

یا الہی موژ کامیاب کی دین روشن دشمن کریاب کی ۴۴

ترجمہ: اسلام زوال پذیر ہے اور کفر عروج پر ہے۔ لوگ سامری (پنجر اہنانے والے) کی طرف چلے

گئے اور دجال ہمارے دروازے تک پہنچ گیا، یا الہی ہمیں کامیاب فرما اور دین اسلام کو روشن فرما اور دشمن کو ناکام فرما۔

آگے چل کر لکھتے ہیں، جو اس کتاب کے آخری اشعار ہیں:

چی پہ دین دم محمد وی پرہیز نگار ہ وی کہ بد وی

ہفہ واژہ جنتی کی ماددہ شہ امتی کی

یادوہ عبدالسلامہ ملہ امین دعا تمامہ ۴۵

ترجمہ: اے اللہ جو بھی محمد ﷺ کے دین پر ہو، چاہے وہ پرہیز گار ہو یا بدکار، اُن سب کو جنت میں جگہ دے اور مجھے آپ کا اچھا ہستی بنا دے، عبدالسلام آمین کہا کرو، دعا تمام ہوئی۔

حوالہ جات

- ۱- رواہ احمد بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء علیہم السلام۔
- ۲- القرآن، یس، ۲۱:۳۶۔
- ۳- ملا عبدالسلام اشیزئی، سون چمن، طبع دوم، (کوئٹہ اسلامیا پریس، ۱۹۶۳ء)، ص ۱۳۰۔
- ۴- ملا عبدالسلام اچکزئی، غلبہ مذہب، (کوئٹہ، عزیز الیکٹریک پریس، ۱۳۵۵ھ)، ص ۳۱۱۔
- ۵- سون چمن، ص ۱۲۸۔
- ۶- سلطان محمد صابر، پشتو علاقائی ادب، ماہنامہ اولس، کوئٹہ (خصوصی شمارہ) اکتوبر، نومبر ۱۹۶۳ء، ج ۲: ۲، ص ۳۷۰۔
- ۷- محمد زمان خان اچکزئی، شخصیات، ماہنامہ اولس، کوئٹہ (خصوصی شمارہ) اکتوبر، نومبر ۱۹۶۳ء، ج ۲: ۲، ص ۳۶۸۔
- ۸- صاحبزادہ حمید اللہ، پشتو ادب بلوچستان میں، (کوئٹہ، پشتو ادبی بورڈ، ۲۰۰۶ء)، ص ۴۸۔
- ۹- خٹاند، ابوالخیر ”دبا با شعر زمانہ نظر کشی“ ڈوڈوک ستوری، مؤلف عبدالرؤف رفیقی، (چمن، بزم ادب، ۱۹۸۷ء)، ص ۵۸، ۵۹۔
- ۱۰- کوثر، محمد انعام الحق (ڈاکٹر)، سرور زمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک بلوچستان میں، (کوئٹہ، سیرت اکادمی بلوچستان، ۱۹۹۷ء)، ص ۱۸۵۔
- ۱۱- محمد زمان خان اچکزئی، شخصیات (ملا عبدالسلام) ماہنامہ اولس، کوئٹہ خصوصی شمارہ، ص ۳۷۰۔
- ۱۲- مقدس خان معصوم، ملا عبدالسلام اشیزئی یوہ جاترہ، (کوئٹہ، پشتو اکیڈمی، ۱۹۸۷ء)، ص ۱۱۔
- ۱۳- سون چمن، ص ۱۳۱۔
- ۱۴- عبدالرحمن کاکڑ، حافظہ رحمت نیازی، پشتو ادبی لار، (کوئٹہ، یونائیٹڈ پریس، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۱۸۔
- ۱۵- سون چمن، ص ۹۱۔
- ۱۶- ایضاً، ص ۲۸۳۔
- ۱۷- ایضاً، ص ۱۳۳۔

- ۱۸- ایضاً، ص ۱۷۸۔
- ۱۹- ایضاً، ص ۹۶، ۹۷۔
- ۲۰- ایضاً، ص ۱۲۸، ۱۲۹۔
- ۲۱- ایضاً، ص ۱۱۱۔
- ۲۲- ایضاً، ص ۱۲۹۔
- ۲۳- طلب نمبر، ص ۲۰-۲۳۔
- ۲۴- سون چمن، ص ۳۔
- ۲۵- ایضاً، ص ۲۲۔
- ۲۶- عبدالرحمن کاکڑ، ششماہی تکتو، کوئٹہ، شعبہ پشتو، بلوچستان یونیورسٹی، ج ۴: ۷، جنوری۔ جون، ص ۱۱۰۔
- ۲۷- ایشیائی، سون چمن، ص ۳۲۱۔
- ۲۸- ایضاً، ص ۱۵۸۔
- ۲۹- ایضاً، ص ۲۳۳۔
- ۳۰- ایضاً، ص ۱۱۵-۱۲۶۔
- ۳۱- ایضاً، ص ۳۱۔
- ۳۲- عبدالرؤف رفیقی، کوئٹہ سٹوری، ص ۹۳، ۹۴۔
- ۳۳- درانی، درویش، کوئٹہ سٹوری، ڈاکومنٹری، پی ٹی وی، کوئٹہ، ترتیب و تحقیق، نذیر ہند وال، ہدایات و پیشکش زیب شاہد۔
- ۳۴- طلب نمبر، ص ۳۱۱۔
- ۳۵- ایضاً، ص ۴۰۹۔
- ۳۶- ایضاً، ص ۲-۱۴۔
- ۳۷- ایضاً، ص ۱۵۔
- ۳۸- ایضاً، ص ۱۸۔
- ۳۹- ایضاً، ص ۲۸، ۲۹۔
- ۴۰- ایضاً، ص ۴۱۲۔
- ۴۱- مولانا عبدالسلام اچکزئی، زروانہ درہ ناشرشس طالع، ۲۰۰۱ء، ص ۲۰۔
- ۴۲- ایضاً، ص ۲۷۔
- ۴۳- سیال کاکڑ، ولی محمد، نثری انحر، کوئٹہ، پشتو ادبی بورڈ، یونائیٹڈ پرنٹرز، دسمبر ۲۰۰۵ء، ص ۱۴۱۔
- ۴۴- ایضاً، ص ۸۰۔
- ۴۵- ایضاً۔